49675 - کیا نصف شعبان کا روزہ رکھ لے چاہیے حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہو ؟

سوال

کیا حدیث کے ضعف کا علم ہونے کے باوجود اس پر عمل کرنا جائز ہے یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا صحیح ہے ؟
نصف شعبان کی رات کا قیام کرنا اور پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا، یہ علم میں رہے کہ نفلی روزہ اللہ تعالی کی عبادت ہے، اور اسی طرح رات کا قیام بھی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نصف شعبان کے وقت نماز روزہ کے فضائل کے متعلق جو احادیث بھی وارد ہیں وہ ضعیف قسم میں سے نہیں، بلکہ وہ احادیث تو باطل اور موضوع و من گھڑت ہیں، اور اس پر عمل کرنا حلال نہیں نہ تو فضائل اعمال میں اور نہ ہی کسی دوسرے میں.

ان روایات کے باطل ہونے کا حکم اکثر اہل علم نے لگایا ہے، جن میں ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب " الموضوعات " (2 / 440 - 445) اور ابن قیم الجوزیۃ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " المنار المنیف حدیث نمبر (174 - 177) اور ابو شامۃ الشافعی نے " الباعث علی انکار البدع والحوادث (124 - 137) اور العراقی نے " تخریج احیاء علوم الدین حدیث نمبر (582) اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی نے ان احادیث کے باطل ہونے کا " مجموع الفتاوی (28 / 138) میں نقل کیا ہے.

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی نصف شعبان کا جشن منانے کے حکم میں کہتے ہیں:

" اکثر اہل علم کے ہاں نصف شعبان کو نماز وغیرہ ادا کر جشن منانا اور اس دن کے روزہ کی تخصیص کرنا منکر قسم کی بدعت ہے، اور شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی"

اور ایك مقام پر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" نصف شعبان کی رات کے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق سب احادیث موضوع اور ضعیف ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، اور اس رات کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں، نہ تو اس میں تلاوت قرآن کی فضیلت اور خصوصیت ہے، اور نہ ہی نماز اور جماعت کی.

اور بعض علماء کرام نے اس کے متعلق جو خصوصیت بیان کی ہے وہ ضعیف قول ہے، لہذا ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم کسی چیز کے ساتھ اسے خاص کریں، صحیح یہی ہے"

اللہ تعالی ہی توفیق دینےوالا ہے.

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (4 / 511).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (8907) کے جواب کا مطالعہ کریں.

دوم:

اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ یہ موضوع نہیں: تو اہل علم کا صحیح قول یہی ہے کہ مطلقا ضعیف حدیث کو نہیں لیا جا سکتا، چاہیے وہ فضائل اعمال یا ترغیب و ترھیب میں ہی کیوں نہ ہو.

اور صحیح حدیث کو لینے اور اس پر عمل کرنے میں مسلمان شخص کے لیے ضعیف حدیث سے کفایت ہے، اور اس رات کی کوئی تخصیص ثابت نہیں اور نہ ہی اس دن کی کوئی فضیلت شریعت مطہرہ میں ملتی ہے، نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی ان کے صحابہ کرام سے.

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

احکام اور فضائل اعمال وغیرہ میں ضعیف حدیث نہ لینے میں کوئی فرق نہیں، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ صحیح یا حسن حدیث کے علاوہ کسی چیز میں کسی کے لیے حجت نہیں.

دیکھیں: الباعث الحثیث (1 / 278).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ " القول المنیف فی حکم العمل بالحدیث الضعیف " کا مطالعہ کریں.

اور اس كے ساتھ ساتھ سوال نمبر (44877) كے جواب كا مطالعہ كريں.

واللہ اعلم .